شاتمِ رسول کا شرعی حکم

قرآن و حدیث اور اجماعِ اُمّت کی روشنی میں

سبّ و شتم کا معنیٰ اور اس کا شرعی حکم

عربی لُغت میں سَبّ کا معنیٰ یہ کہ "کسی چیز کے بارہ میں ایسے کلمات کہے جائیں جن سے اس چیز میں عیب، نقص پیدا ہو سکے" (مرقاۃ)

اور یہ معنیٰ اور مفہوم عُرف کے اعتبار سے ہوگا، عُرف میں جس کلمے سے عیب اور ذلّت مراد ہو سکے وہ سبّ و شتم ہی ہو گا۔

حافظ ابن تیمیہؒ نے فرمایا ہے "جو کلام عرف میں نقص، عیب، طعن کے لیے بولی جاتی ہو وہ سبّ و شتم ہے" (الصارم صفحہ ۵۳۴)

اور یہی معنیٰ خود حدیثِ قدسی میں مراد لیا گیا ہے، حضور سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے :-

——"آدم کا بیٹا مجھے جھٹلاتا ہے حالانکہ اُسے یہ حق نہیں پہنچتا اور میری گستاخی کرتا ہے۔ مجھے جھٹلانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہرگز دوبارہ اسی حالت میں پیدا نہ فرمائے گا، حالانکہ اس کا پہلی بار پیدا کرنا مجھ پر اس کے دوبارہ پیدا کرنے سے آسان نہیں۔ (جب کچھ بھی نہ تھا تو پیدا کر دیا، اب تو اس کا بدن، اس کے ذرّات سب موجود ہوں گے یہ تو اس سے آسان ہوگا) اور جو میری گستاخی کرتا ہے وہ اس کا یہ کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے اولاد بنائی ہے حالانکہ میں وہ یکتا و بے نیاز ہوں کہ نہ تو میں نے کسی کو جنا اور نہ میں کسی سے پیدا ہوا اور میرا کوئی برابر کا نہیں——"

ایک دوسرے ارشاد میں فرمایا کہ :-

——"ابنِ آدم مجھے ستاتا ہے یوں کہ زمانے کو گالی دیتا ہے، بُرا بھلا کہتا ہے، حالانکہ زمانہ تو میں خود ہوں یعنی سارا نظام تو میرے ہاتھ میں ہے، میں ہی رات اور دن کو پلٹتا رہتا ہوں——"

ان دونوں ارشادات سے یہ معلوم ہُوا کہ خداوند قدوس سبحانہٗ وتعالیٰ کی شانِ اقدس میں کوئی ایسی بات کہنی، ایسا عقیدہ رکھنا جو اس کی توحید ذاتی، صفاتی کے خلاف ہو، یہ سبّ وشتم ہی کہلائے گا۔ عام محاورہ میں جو گالی گلوچ کا مطلب لیا جاتا ہے یہ تو کوئی بہت ہی بڑا ملعون اور بدبخت ہی کہہ سکے گا۔

قرآن عزیز اور سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سبّ وشتم سے منع فرمایا ہے حتیٰ کہ چارپایوں کو بھی گالی دینا، اموات کو بُرا بھلا کہنا، ان سب عادات سے روکا ہے، کسی بھی مسلمان کو گالی دینا فسق فرمایا ہے:۔

سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ (ترجمہ) مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔

حتیٰ کہ غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں کو گالی دینے سے منع فرمایا ہے:۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا ۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۔ (الانعام ۱۰۸) اور گالی نہ دو اُن کو جن کی یہ پرستش کرتے ہیں اللہ کے سوا ورنہ وہ بھی بے سمجھی سے زیادتی کرکے اللہ تعالیٰ کو بُرا کہیں گے۔

اس آیت میں مسلمانوں کو تنبیہ فرمایا ہے کہ تم اُن لوگوں کو گالی گلوچ نہ دو جو کہ اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ کو پکارتے ہیں، ان کی عبادت کرتے ہیں ورنہ وہ انتقامی جواب دیتے ہوئے تمہارے معبودِ حقیقی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی شانِ اقدس میں زبان درازی کرجائیں گے۔ تو اس کا مطلب یہ نکلے گا کہ تم خود اپنے معبودِ حقیقی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے حق میں یہ کہلوانے کا سبب بن گئے۔ جیسا کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرامؓ سے فرمایا کہ:۔

"تم اپنے باپوں کو گالی نہ دو۔ اس پر عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کوئی اپنے باپ کو بھی گالی دیتا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا جب وہ کسی کے باپ کو گالی دے گا تو وہ بھی انتقامی طور پر اس کے باپ کو گالی دے گا، گویا یہ خود اپنے باپ کو گالی دلوانے کا سبب بن گیا۔"

فقہ اسلامی میں سبّ وشتم کرنے والوں کی اقسام اور ان کی سزاؤں کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ یہاں صرف اتنی عرض ہے کہ جس نبی رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر اللہ کی پرستش کرنے والوں کو بھی گالی دینے سے منع فرمایا ہے، ایسے مقدس اور مطہر سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لب کشائی نہ صرف دینی جرم ہے بلکہ اخلاقی طور پر بھی سب سے بڑا جرم ہے۔

(ف) سبّ وشتم کی تشریح سے یہ بات تو واضح ہوگئی کہ جس کلمے سے اشارۃً بھی گستاخی کا ظہور ہو وہ کہنا جرم ہے۔

حتیٰ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب مدینہ کو یثرب کہنے والا بھی توبہ کرے اور صدقہ دے تاکہ یہ غیر ارادی بے ادبی بھی معاف ہوجائے۔ (تذکرہ دیارِ حبیب)

اُمتِ محمدیہ کا اجماع جو مسلمان کسی بھی طریقہ پر سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور گستاخی کا

مرتکب ہوگا وہ کافر ہو جائے گا اُس کے کفر پر سب ائمہ کا اجماع ہے۔

قال القاضی عیاض اجمعت الامۃ علیٰ قتل منتقصہ من المسلمین وسابّہ وکذلک عن غیر واحد الاجماع علیٰ قتلہ وتکفیرہ۔

قاضی عیاض نے فرمایا ہے کہ تمام امت کا اس امر پر اجماع ہے کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کرنے والے اور گستاخی کرنے والے مسلمان کو قتل کر دیا جائے اور اسی طرح سب کا اجماع ہے کہ وہ کافر ہو گیا۔

قال الامام اسحٰق بن راھویہ احد الائمۃ الاعلام اجمع المسلمون علیٰ ان من سَبَّ اللہ اَوْ سَبَّ رَسُوْلَہٗ صلی اللہ علیہ وسلم اودفع شیئاً ممّا انزل اللہ عزوجل اوقتل نبیّاً من انبیاء اللہ عزوجل فانہ کافر بذلک وان کان مقرا ما انزل اللہ۔

امام اسحاق بن راہویہؒ نے (جو بہت بڑے امام اور عالم ہیں) یہ کہا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ یا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کی یا اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام میں سے کسی کا انکار کیا یا کسی سچے نبی علیہ السلام کو قتل کیا تو وہ کافر ہو جائے گا اگرچہ باقی سب احکام کو مانتا ہو۔

قال الخطابی لا اعلم اَحَداً مّن المسلمین اختلاف فِیْ وجوب قتلہ۔

خطابی نے کہا ہے کہ اہلِ اسلام میں سے کسی نے بھی اس کے قتل کرنے سے اختلاف نہیں۔

وقال محمد بن سحنون اجمع العلماء علیٰ ان شاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمنتقص لہٗ کافر والوعید جاء علیہ بعذاب اللہ لہٗ وحکمہ عند الامۃ القتل ومن شک فی کفرہ وعذابہ کفر

امام محمد بن سحنون نے کہا ہے کہ سب علماء کا اس امر پر اجماع ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا شاتم کافر ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے اور امت کے ہاں وہ واجب القتل ہے جو آدمی اس کے کفر میں شک کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔

انّ السّاب ان کان مسلماً فانہٗ یکفر ویقتل بلا خلاف وھو مذھب الائمۃ الاربعۃ (الصارم ص۵)

اگر وہ گستاخ مسلمان ہے تو کافر ہو جائے گا اور اُسے قتل کر دیا جائے گا، یہی چاروں ائمہ (امام ابوحنیفہ، امام مالکؒ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل علیہم الرحمۃ) کا مذہب ہے۔

بلکہ امت کا اجماع اس بات پر بھی ہے کہ اگر کسی بدبخت نے توہین کرتے ہوئے حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چادر مبارک کو میلا کہہ دیا تو وہ بھی کافر ہے اور واجب القتل ہے۔

وروی ابن وھب عن مالک من قال ان

اگر کسی گستاخ نے بطور عیب اور بے عزتی کے یہ کہا کہ

رداء النبی صلی اللہ علیہ وسلم وروی بردہ وسخ واراد بہ عیبہ قتل ۔ (الصارم ص۵۲۹)	حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک میلی تھی تو وہ بھی واجب القتل ہے ۔

چند تاریخی واقعات | اگرچہ سب کتب تفسیر، حدیث اور فقہ میں ایسے بدبخت کے لیے احکام موجود ہیں مگر بعض علماء کرام اور ائمہ عظام نے ادھر خصوصی توجہ فرما کر اس جرم کے مرتکب کے لیے مستقل کتابیں تالیف فرمائی ہیں ، جیسا کہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے الشفاء (جس کی تشریح پہلے گذر چکی ہے) میں یہ فرمایا ہے کہ :۔

اجمع عوام اهل العلم علی ان مَنْ سَبَّ النّبیّ صلی اللہ علیہ وسلم یُقتَلُ ...... وحکمہ عند الامّۃ کالزندیق..... ومن شك فی کفرہ و عذابہ کفر۔ (الشفاء ج۲ ص۱۹۱)	تمام اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو کوئی حضور سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے گا اُسے قتل کر دیا جائے گا اور وہ امت کے ہاں زندیق ہے.....اور جو اسکے کفر اور عذاب میں شک کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا ۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے چند تاریخی واقعات بیان فرمائے ہیں :۔

① خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مالک بن نویرہ کو سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں عن صاحبکم کہنے کی وجہ سے قتل کر ڈالا تھا ۔

یعنی ـــ بجائے اس کے کہ وہ یوں کہتا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اُس نے یوں کہا تمہارے ساتھی کی یہ بات ہے ، بجائے رسول اللہ کے ساتھی کہنا گستاخی ہے ۔

② اندلس کے ایک مُلحد نے ایک مناظرہ میں سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں تمسخر اور استہزاء کرتے ہوئے آپ کو یتیم ، حضرت علی کا خُسر کہا ، اور یہ بھی کہا کہ چونکہ آپ مادی طور پر قلاش اور مفلس[1] تھے اس لیے بھوکے رہے ، اگر آپ کی طاقت ہوتی تو دنیاوی لذائذ خوب اڑاتے وغیرہا ـــــ اس گندہ دہنی پر اندلس کے سب فقہاء اور علماء نے اس کے قتل کرنے کا حکم دیا تھا ۔

③ قیروان کے ایک شاعر نے اپنی نظموں میں سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ استخفاف کیا تو تمام فقہاء نے اجماعی طور پر اسکے قتل کا حکم دیا ، اُسے پہلے چھریوں کے ساتھ زخمی کیا گیا پھر صلیب پر اُلٹا لٹکایا گیا پھر اتار کر جلا دیا گیا ۔ (الشفاء جلد۲ ص۱۹۲)

اسی واقعہ کے بعض مؤرخوں نے کہا ہے کہ جب صلیب سے اس کی لاش زمین پر پہنچی گئی تو خود بخود اس کا چہرہ

---

[1] سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فقر اختیاری تھا نہ کہ اضطراری ، اگر آپ چاہتے تو سارا مکہ سونے چاندی میں تبدیل ہوتا ۔ (از افادات حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ)

رقبلہ سے مڑ گیا، اتنے میں ایک کُتّے نے آکر اُس کی لاش سے رستے والے خون کو چاٹ لیا۔

اُس وقت کے عظیم محدث یحیٰی بن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ارشادِ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ کسی مومن کے خون کو کُتّا نہیں چاٹ سکتا۔ (معلوم ہُوا یہ کافر ہے)۔ (الشفاء جلد ا ص ۱۹۳)

(۴) اسی طرح امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ایک ذمّی نے ایسی گستاخی کی تھی تو اسے قتل کیا گیا۔

امام ابن تیمیہؒ نے اس موضوع پر ایک مفصل کتاب لکھی ہے جس کا نام الصارم المسلول علیٰ شاتم الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے، یہ کتاب ایک جامع اور مدلل کتاب ہے۔ برصغیر میں پہلی بار دائرۃ المعارف النظامیہ حیدرآباد دکن نے اس کی اشاعت کا شرف حاصل کیا۔ یہ کتاب ۶۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ بعد میں آنے والے تقریباً تمام فقہاء نے اس مسئلہ پر اس سے راہنمائی حاصل کی ہے۔ دورِ آخر کے حنفی فقیہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کا وہ نسخہ بھی دیکھا ہے جو حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے ہے۔ (شامی جلد ۳ ص ۴۰۲)

بہتر ہے کہ اس کتاب کی وجہ تالیف پر بھی کچھ روشنی ڈالی جائے۔

"سویدا کے ایک عیسائی نے جس کا نام عساف تھا، سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گندہ دہنی کا مظاہرہ کیا اور اس کے بعد ابن احمد بن کے ہاں جاکر پناہ طلب کر لی جو کہ آلِ علی کا امیر تھا۔ لیکن امام ابن تیمیہ اور شیخ زین الدین فاروقی (رحمہم اللہ) نے اسلامی حکومت کے وزیرِ اعظم عزالدین ایبک کے پاس جاکر سارا ماجرا سنا دیا۔ چنانچہ عزالدین نے وہ عیسائی ان کے حوالہ کر دیا۔ راستہ میں مسلمانوں نے اُسے پتھروں سے مارا، جس پر اس عیسائی نے عزالدین کے پاس جاکر فریاد کی تو اُس نے امام ابن تیمیہ اور زین الدین فاروقی (رحمہم اللہ) دونوں کو قید کر ڈالا اور وہ عیسائی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا، جس پر عزالدین نے اس کو امن دے دیا۔ اس کے بعد ان دونوں حضرات کو جیل سے آزاد کر دیا مگر وہ عیسائی شام سے حجاز آرہا تھا کہ مدینہ منورہ کے قریب اُسے اس کے بھتیجے نے قتل کر دیا۔ چونکہ اُس وقت کی حکومت نے اس ذمّی کے اسلام لے آنے کی وجہ سے اُس کے اس جرمِ عظیم کو معاف کر دیا تھا اس لیے امام ابن تیمیہؒ نے یہ عظیم کتاب لکھی جس میں یہ ثابت کیا کہ ایسے گندہ دہن گستاخ کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔"

شرعی فیصلہ کا خلاصہ جب کوئی مسلمان خداوند قدوس کی شان میں یا انبیاء علیہم السلام کی شان میں یا حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کا ارتکاب کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے، جس کے کفر پر سب ائمہ اور فقہاء کا اجماع ہے۔

قرآنی آیات کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ بقول علامہ ابن القیم علیہ الرحمہ گیارہ احادیث سے اس کا کفر ثابت ہے

اس کے کافر ہونے اور واجب القتل ہونے میں کسی کا بھی اختلاف نہیں، البتہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ اگر وہ توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول ہے یا کہ نہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ اس کی توبہ قبول نہیں، اسے ہر حال میں قتل کر دیا جائے۔ انکے دلائل کتاب الشفاء اور الصارم المسلول میں مذکور ہیں ــــ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ اس کی توبہ قبول کی جا سکتی ہے، جس کے دلائل السیف المسلول نامی کتاب میں مذکور ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک یہ ہے کہ اس کی توبہ قبول ہے۔ بلکہ بعض فقہاء مثلاً علامہ کاسانی حنفی (م ۵۸۷ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے البدائع والصنائع میں فرمایا ہے کہ بہتر ہے کہ اُسے توبہ کے لیے کہا جائے اور تین دن مہلت دی جائے، اگر وہ توبہ کرلے تو اسے قتل نہ کیا جائے اور اس کے ساتھ وہی برتاؤ کیا جائے جو کسی مُرتد کے اسلام لانے کے بعد کیا جاتا ہے، اور اگر توبہ نہ کرے تو اُسے قتل کر دیا جائے۔ اگر توبہ کے بعد وہ اصلاح پذیر ہو جائے اور ان اقوال اور اعمال سے کنارہ کرکے اپنے اعمال اور اقوال سے اپنے آپ کو سچا کھرا محمدی مسلمان ثابت کرے تو بہتر ورنہ اُسے پھر قتل کر دیا جائے۔ یہی حکم سلطنت عثمانیہ حنفیہ کے سابق فرمانروا سلطان سلیمان خان مرحوم نے ۹۴۴ھ میں اپنی مملکت کے تمام قاضیوں[1] کو بھیجا تھا۔

اسی طرح اگر کسی نے سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور گستاخی کو اپنا شیوہ بنا لیا ہو تو وہ بھی قتل کر دیا جائے، اگر وہ بدبخت عورت ہی کیوں نہ ہو۔ علامہ شامیؒ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ــــ آجکل اسی پر فتویٰ دیا جائے۔

اسی طرح اگر کسی نے نشے کی حالت میں سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کے کلمات کہے تو اسے بھی قتل کر دیا جائے گا۔

چونکہ اسلام تمام انبیاء علیہم السلام کے تقدس اور ان کی عظمت کا محافظ ہے، اس لیے اگر کوئی بدبخت، کسی بھی نبی علیہ السلام کی توہین کرے گا تو بھی اسے قتل کر دیا جائے گا جیسا کہ ــــ بکر نامی ایک یہودی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں کہا تھا کہ آپ گناہ کی پیداوار ہیں (العیاذ باللہ منہ) تو دولتِ عثمانیہ کے مفتی ابوالسعودؒ نے اسے قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا تھا ــــ (رسائل شامی)

اسی طرح اگر کوئی بدبخت کسی ایک سچے نبی کا انکار کرے یا کسی نبی علیہ السلام کی عصمت پر حملہ کرے یا کسی نبی علیہ السلام کے طرز حیات کو غلط کہے وہ کافر ہو جائے گا۔ (رسائل شامی ص ۳۲۵)

---

[1] تنبیہ الولاۃ والحکام ص ۳۴۸ [2] شامی جلد ۳ ص ۴۰۲